اوقاتِ نماز

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا﴾ (النساء : ۱۰۳)

''یقیناً نماز مومنوں کے لئے وقت مقررہ پر فرض ہے۔''

نیز فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ﴾ (البقرة : ۲۳۸)

''نماز عصر اور دوسری تمام نمازوں کی محافظت و مواظبت کریں اور اللہ کے حضور مطیع وفرماں بردار بن کر کھڑے ہوں۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے:

لَعَلَّكُمْ سَتُدْرِكُونَ اَقْوَامًا يُصَلُّونَ الصَّلَاةَ لِغَيْرِ وَقْتِهَا فَإِنْ اَدْرَكْتُمُوهُمْ فَصَلُّوا فِي بُيُوتِكُمْ لِلْوَقْتِ الَّذِي تَعْرِفُونَ ثُمَّ صَلُّوا مَعَهُمْ وَاجْعَلُوهَا سُبْحَةً .

''آپ کا ایسے لوگوں سے پالا پڑ سکتا ہے، جو اصل وقت سے ہٹ کر نماز ادا کریں گے، اگر ایسا ہو جائے تو آپ اصل وقت پر گھر میں نماز پڑھ لینا، پھر نفل

کی نیت سے ان کے ساتھ بھی پڑھ لینا۔''

(مسند الإمام أحمد : ١/٣٧٩، سنن ابن ماجه : ١٢٥٥، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۳۳۱) اور امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۱۶۴۰) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كَيْفَ أَنْتَ إِذَا كَانَتْ عَلَيْكَ أُمَرَاءُ يُؤَخِّرُونَ الصَّلَاةَ عَنْ وَقْتِهَا؟ أَوْ يُمِيتُونَ الصَّلَاةَ عَنْ وَقْتِهَا؟ قَالَ : قُلْتُ : فَمَا تَأْمُرُنِي؟ قَالَ : صَلِّ الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا، فَإِنْ أَدْرَكْتَهَا مَعَهُمْ، فَصَلِّ، فَإِنَّهَا لَكَ نَافِلَةٌ .

''اس وقت آپ کا طرز عمل کیا ہوگا، جب امرا نمازیں تاخیر سے ادا کریں گے؟ عرض کیا: آپ ہی راہنمائی فرما دیں! فرمایا: نماز اپنے وقت پر ادا کر لیجئے، بعد میں ان کے ساتھ بھی ادا کر لینا، وہ آپ کے لئے نفل ہو جائے گی۔''

(صحيح مسلم : ٦٤٨)

حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) لکھتے ہیں:

مَعْنٰى يُمِيتُونَ الصَّلَاةَ، يُؤَخِّرُونَهَا؛ فَيَجْعَلُونَهَا كَالْمَيِّتِ الَّذِي خَرَجَتْ رُوحُهٗ، وَالْمُرَادُ بِتَأْخِيرِهَا عَنْ وَقْتِهَا، أَيْ عَنْ وَقْتِهَا الْمُخْتَارِ لَا عَنْ جَمِيعِ وَقْتِهَا، فَإِنَّ الْمَنْقُولَ عَنِ الْأُمَرَاءِ الْمُتَقَدِّمِينَ وَالْمُتَأَخِّرِينَ إِنَّمَا هُوَ تَأْخِيرُهَا عَنْ وَقْتِهَا الْمُخْتَارِ .

''نماز کو مردہ کرنے سے مراد نماز کی تاخیر ہے، یعنی وہ نماز کو بے روح کر دیں گے، تاخیر وقت کا مطلب مختار وقت سے موخر کرنا ہے نہ کہ نماز کا کل وقت

ضائع کر کے پڑھنا، کیوں کہ ہر دور کے حکمران نماز کو مختار وقت سے لیٹ کرتے آئے ہیں، ایسا نہیں تھا کہ کل وقت کو ضائع کر کے پڑھتے ہوں۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سَيَلِي أُمُورَكُمْ بَعْدِي رِجَالٌ يُّطْفِئُونَ السُّنَّةَ، وَيَعْمَلُونَ بِالْبِدْعَةِ، وَيُؤَخِّرُونَ الصَّلَاةَ عَنْ مَّوَاقِيتِهَا فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنْ أَدْرَكْتُهُمْ، كَيْفَ أَفْعَلُ؟ قَالَ : تَسْأَلُنِي يَا ابْنَ أُمِّ عَبْدٍ! كَيْفَ تَفْعَلُ؟ لَا طَاعَةَ لِمَنْ عَصَى اللّٰهَ .

''میرے بعد جلد ہی امور حکومت ان لوگوں کے ہتھے چڑھ جائیں گے، جو سنتوں کو مٹائیں گے اور بدعات زیر عمل لائیں گے، نماز تاخیر سے ادا کریں گے، عرض کیا: اللہ کے رسول! اگر میرا ان سے واسطہ پڑ جائے، میرا طرز عمل کیا ہونا چاہیے؟ فرمایا: ام عبد کی اولاد! مجھ سے پوچھتے ہو! آپ بتلائیں کہ خود کیا کرو گے؟ یاد رکھیو! اللہ کے نافرمان کی اطاعت نہیں ہے۔''

(مسند الإمام أحمد وزوائدهٗ : ٤٠٠،٣٩٩/١، سنن ابن ماجه : ٢٨٦٥، وسندهٗ حسنٌ)

اس مرفوع صحیح حدیث سے ثابت ہوا کہ نمازوں کو ان کے اوقات سے لیٹ کر کے پڑھنے والا اللہ کا نافرمان ہے، تو نافرمانوں کی اقتدا میں نماز لیٹ نہیں کرنی چاہیے، بلکہ بر وقت ادا کرنی چاہیے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِنَّهٗ سَتَكُونُ عَلَيْكُمْ أُمَرَاءُ يُؤَخِّرُونَ الصَّلَاةَ عَنْ مِّيقَاتِهَا، وَيَخْنُقُونَهَا إِلٰى شَرَقِ الْمَوْتٰى، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمْ قَدْ فَعَلُوا ذَالِكَ، فَصَلُّوا

الصَّلَاةَ لِمِيقَاتِهَا، وَاجْعَلُوا صَلَاتَكُمْ مَعَهُمْ سُبْحَةً .

''عنقریب آپ پر ایسے امرا مسلط ہو جائیں گے، جو نماز کو وقت سے لیٹ کر کے ادا کریں گے، حتی کہ غروب آفتاب تک نماز کو مؤخر کریں گے، جب انہیں ایسا کرتے دیکھیں، تو اپنے وقت پر نماز ادا کر لینا اور ان کے ساتھ پڑھی گئی نماز کو نفل بنا لینا۔''

(صحيح مسلم : ٥٣٤)

علامہ شوکانی رحمہ اللہ (۱۲۵۰ھ) لکھتے ہیں:

لَقَدِ ابْتُلِيَ زَمَنُنَا هٰذَا مِنْ بَيْنَ الْأَزْمِنَةِ وَدِيَارِنَا هٰذِهٖ مِنْ بَيْنِ دِيَارِ الْأَرْضِ بِقَوْمٍ جَهِلُوا الشَّرْعَ وَشَارَكُوا فِي بَعْضِ فُرُوعِ الْفِقْهِ فَوَسَّعُوا دَائِرَةَ الْأَوْقَاتِ وَسَوَّغُوا لِلْعَامَّةِ أَنْ يُّصَلُّوا فِي غَيْرِ أَوْقَاتِ الصَّلَاةِ فَظَنُّوا أَنَّ فِعْلَ الصَّلَاةِ فِي غَيْرِ أَوْقَاتِهَا شُعْبَةٌ مِّنْ شُعُبِ التَّشَيُّعِ وَخَصْلَةٌ مِّنْ خِصَالِ الْمَحَبَّةِ لِأَهْلِ الْبَيْتِ فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا وَأَهْلُ الْبَيْتِ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ بُرَاءٌ مِّنْ هٰذِهِ الْمَقَالَةِ مَصُونُونَ عَنِ الْقَوْلِ بِشَيْءٍ مِّنْهَا وَلَقَدْ صَارَتِ الْجَمَاعَاتُ الْآنَ تُقَامُ فِي جَوَامِعِ صَنْعَاءَ لِلْعَصْرِ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ وَلِلْعِشَاءِ فِي وَقْتِ الْمَغْرِبِ وَصَارَ غَالِبُ الْعَوَّامِّ لَا يُصَلِّي الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ إِلَّا عِنْدَ اصْفِرَارِ الشَّمْسِ فَيَا لِلّٰهِ وَلِلْمُسْلِمِينَ مِنْ هٰذِهِ الْفَوَاقِرِ فِي الدِّينَ .

''دیگر زمانوں کی نسبت ہمارے زمانے میں اور دیگر علاقوں کی نسبت ہمارے علاقے میں ایک ایسی جماعت نمودار ہوئی ہے، جو شریعت سے بہری ہے اور فقہی فروعات میں گھس کر نمازوں کے دائرہ اوقات کو وسیع کر رہی ہے، انہوں نے عوام کو اجازت دے رکھی ہے کہ آپ نمازوں کے اوقات کے علاوہ کسی وقت میں نماز ادا کر لیں۔ان کا خیال ہے کہ اصل تشیع اسی میں ہے اور اہل بیت سے محبت کی نمایاں نشانی ہے۔ یہ لوگ خود تو گمراہ ہیں ہی، دوسروں کے لیے بھی گمراہی کا سامان بنے ہوئے ہیں۔اہل بیت عظام رحمہم اللہ ان سب اقوال سے قطعا بری ہیں۔اب تو شہر صنعاء کی مساجد میں عصر کی جماعتیں نماز ظہر کے فورا بعد اور عشا کی نماز مغرب کے فورا بعد کھڑی کر دی جاتی ہیں۔اکثر لوگ تو ظہر وعصر سورج زرد ہونے کے بعد ہی ادا کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ایسی دینی آزمائش ومصائب سے حفظ وامان میں رکھے۔''

(السیل الجرّار المتدفق علی حدائق الأزهار : ١/١٨٥)

ظہر کا وقت:

امت مسلمہ کا اجماع ہے کہ ظہر کا وقت زوال کے ساتھ ہی شروع ہوجاتا ہے۔

① امام ابن منذر رحمہ اللہ (م:٣١٨ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰى أَنَّ وَقْتَ الظُّهْرِ، زَوَالُ الشَّمْسِ .

''اجماع ہے کہ ظہر کا وقت سورج کے زوال سے شروع ہوجاتا ہے۔''

(الإجماع : ٣٦)

نیز دیکھیں:(الأوسط لابن المنذر : ٣٢٦/٢،٣٥٥، الإستذكار لابن عبد البر

: ٣٨/١، التّمهيد لابن عبد البر : ٧١/٨، المبسوط للسّرخسي : ١٤٢/١، عارضة الأحوذي لابن العربي : ٢٥٥/١، بدائع الصّنائع للكاساني : ٣٥٠/١، المجموع للنووي : ٢٤/٣، فتح الباري لابن حجر : ٢١/٢، وغيرهم)

② سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَقْتُ الظُّهْرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ ......

''سورج ڈھل جائے، تو ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔''

(صحيح مسلم : ٦١٢/١٧٣)

③ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالظَّهَائِرِ، فَسَجَدْنَا عَلٰى ثِيَابِنَا اتِّقَاءَ الحَرِّ.

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں ہم نماز ظہر ادا کرتے، تو گرمی کی سوزش سے بچنے کے لئے کپڑے پر سجدے کرتے تھے۔''

(صحيح البخاري : ٥٤٢، صحيح مسلم : ٦٢٠)

④ سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

شَكَوْنَا إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ فِي الرَّمْضَاءِ، فَلَمْ يُشْكِنَا.

''ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گرمی میں نماز (ظہر) کی شکایت کی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری شکایت قبول نہیں کی۔''

(صحيح مسلم : ٦١٩)

⑤ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا:

أَنْ صَلِّ الظُّهْرَ، إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ .

''سورج ڈھلتے ہی ظہر کی نماز ادا کریں۔''

(موطأ الإمام مالك : ٧/١، وسنده صحيحٌ)

⑥ میمون بن مہران رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ سُوَيْدَ بْنَ غَفَلَةَ، كَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ حِينَ تَزُولُ الشَّمْسُ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ الْحَجَّاجُ : لَا تَسْبقْنَا بِصَلَاتِنَا، فَقَالَ سُوَيْدٌ : قَدْ صَلَّيْتُهَا مَعَ أَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرَ هٰكَذَا، وَالْمَوْتُ أَقْرَبُ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَدَعَهَا .

''عظیم تابعی سوید بن غفلہ رحمہ اللہ زوال کے وقت ظہر ادا کیا کرتے تھے، حجاج بن یوسف نے آپ کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ ہم سے پہلے نماز نہ پڑھا کریں، اس پر سوید رحمہ اللہ نے جواب دیا: میں نے سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایسے ہی نماز ادا کی ہے، میں مرنا تو گوارا کرلوں گا، لیکن تاخیر برداشت نہیں۔''

(كتاب الصّلاة للفضل بن دُكَين : ٣٤٤، مصنّف ابن أبي شيبة : ٣٢٣/١، وسندهٗ صحيحٌ)

⑦ شہاب عنبری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ظہر کے وقت کے بارے میں سوال کیا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ عَنْ نِصْفِ النَّهَارِ، وَكَانَ الظِّلُّ قَبَسَ الشِّرَاكِ، فَقَدْ قَامَتِ الظُّهْرُ .

''سورج نصف النہار سے ڈھل جائے اور سایہ ایک تسمہ کے برابر ہو جائے، تو ظہر کا وقت ہو جائے گا۔''

(مصنّف ابن أبي شَيبة : ۳۲۳/۱، وسندہٗ صحیحٌ)

تنبیہ نمبر:①

وہ احادیث جن میں نماز ظہر کو گرمی کی وجہ سے ٹھنڈا کرنے کا حکم ہے، ان سے مراد بقدر حاجت اول وقت سے کچھ مؤخر کرنا ہے۔ ہمارے ہاں تو موسم سرما میں بھی ظہر کو مؤخر کیا جاتا ہے۔ یہ سراسر احادیث کی خلاف ورزی ہے۔

تنبیہ نمبر:②

صحیح بخاری (۴۹۱/۱، ح: ۳۴۹۵) میں ہے کہ یہودیوں نے آدھے دن تک ایک قیراط پر کام کیا اور نصرانیوں نے آدھے دن سے عصر تک ایک قیراط پر کام کیا اور مسلمانوں نے عصر سے شام تک دو قیراط پر کام کیا، تو یہود و نصاری نے اس پر اعتراض کیا کہ ان کا وقت تھوڑا ہے اور اجرت زیادہ ہے۔۔۔

اس حدیث سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ ظہر سے لے کر عصر تک کا وقت عصر سے شام تک کے وقت سے زیادہ ہے اور بس!

علامہ ابن حزم ؒ (۴۵۶ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ الْمُحْتَجُّ بِهٰذَيْنِ الْخَبَرَيْنِ : لَوْ كَانَ وَقْتُ الظُّهْرِ يَخْرُجُ بِالزِّيَادَةِ عَلٰى ظِلِّ الْمِثْلِ، وَيَدْخُلُ حِينَئِذٍ وَقْتُ الْعَصْرِ، لَكَانَ مِقْدَارُ وَقْتِ الْعَصْرِ مِثْلَ مِقْدَارِ وَقْتِ الظُّهْرِ؛ وَهٰذَا خِلَافُ مَا

فِي ذَيْنِكَ الْخَبَرَيْنِ؟ قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ : وَهٰذَا مِمَّا قُلْنَا مِنْ تِلْكَ الْعَوَائِدِ الْمَلْعُونَةِ، وَالْإِيهَامِ بِتَوْثِيبِ الْأَحَادِيثِ عَمَّا فِيهَا إِلٰى مَا لَيْسَ فِيهَا، وَبَيَانُ ذَالِكَ، أَنَّهٗ لَيْسَ فِي شَيْءٍ مِّنْ هٰذَيْنِ الْخَبَرَيْنِ، لَا بِدَلِيلٍ وَّلَا بِنَصٍّ، أَنَّ وَقْتَ الْعَصْرِ أَوْسَعُ مِنْ وَقْتِ الظُّهْرِ، وَإِنَّمَا فِيهِ : أَنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارٰى قَالُوا : نَحْنُ أَكْثَرُ عَمَلًا وَّأَقَلُّ أَجْرًا، فَمَنْ أَضَلُّ وَأَخْزٰى فِي الْمَعَادِ مِمَّنْ جَعَلَ قَوْلَ الْيَهُودِ وَالنَّصَارٰى الَّذِي لَمْ يُصَدِّقْهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَيْضًا فَإِنَّهٗ يُخَالِفُ قَوْلَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُجَّةً يَّرُدُّ بِهَا تَمْوِيهًا وَتَخَيُّلًا نَصَّ قَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ : إِنَّ وَقْتَ الظُّهْرِ مَا دَامَ ظِلُّ الرَّجُلِ كَطُولِهٖ مَا لَمْ تَحْضُرْ الْعَصْرُ . فَكَيْفَ وَالَّذِي قَالَتِ الْيَهُودُ لَا يُخَالِفُ مَا حَدَّهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ أَنَّهُمْ عَمِلُوا مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ إِلٰى وَقْتِ الْعَصْرِ؛ وَقَالُوا : نَحْنُ أَكْثَرُ عَمَلًا وَّأَقَلُّ عَطَاءً؟ وَّهٰذَا صَحِيحٌ؛ لِأَنَّ الْوَقْتَ الَّذِي عَمِلُوهُ كُلُّهُمْ أَكْثَرُ مِمَّا عَمِلْنَاهُ نَحْنُ؛ بَلِ الَّذِي عَمِلَتْ كُلُّ طَائِفَةٍ أَكْثَرُ مِنَ الَّذِي عَمِلْنَاهُ نَحْنُ وَالَّذِي مِنْ أَوَّلِ الزَّوَالِ إِلٰى أَنْ يَبْلُغَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهٗ فِي كُلِّ زَمَانٍ وَّمَكَانٍ أَكْثَرُ مِمَّا فِي حِينِ زِيَادَةِ

الظِّلِّ عَلَى الْمِثْلِ إِلٰى غُرُوبِ الشَّمْسِ، وَالَّذِي أَخَذَ بِهِ كُلُّ طَائِفَةٍ أَقَلُّ مِمَّا أَخَذْنَا وَفِي الْحَدِيثِ الْآخَرِ إِنَّمَا بَقِيَ مِنَ النَّهَارِ شَيْءٌ يَسِيرٌ؟، وَهٰذَا حَقٌّ؛ لِأَنَّ مِنْ وَقْتِ الْعَصْرِ إِلٰى آخِرِ النَّهَارِ يَسِيرًا بِالْإِضَافَةِ إِلٰى مَا هُوَ أَكْثَرُ، مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ إِلٰى وَقْتِ الْعَصْرِ، نَعَمْ وَبِالْإِضَافَةِ أَيْضًا إِلٰى وَقْتِ الظُّهْرِ عَلٰى قَوْلِنَا؛ لِأَنَّ كُلَّ شَيْءٍ فَهُوَ بِلَا شَكٍّ يَسِيرٌ إِذَا أُضِيفَ إِلٰى مَا هُوَ أَكْثَرُ مِنْهُ؛ فَبَطَلَ تَمْوِيهُهُمْ بِهٰذَيْنِ الْخَبَرَيْنِ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ.

''ان دونوں احادیث کو دلیل بنا کر معترض کہتا ہے کہ اگر ایک مثل سے سایہ بڑھ جانے سے ظہر کا وقت ختم ہو جاتا اور عصر کا وقت شروع ہو جاتا، تو عصر کا وقت بھی ظہر کے برابر ہوتا، جبکہ ان دونوں احادیث میں معاملہ برعکس ہے؟

ابو محمد ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ جیسا کہ ہم عرض کر چکے ہیں، ملعون نتائج اور احادیث کو ان کے اصلی معنی سے دوسرے معنی میں منتقل کرنے کی سعی نامسعود ہے۔ وضاحت کرتا جاؤں کہ حدیث میں دلالت یا نص کے ساتھ کہیں بھی ثابت نہیں کہ عصر کا وقت بہ نسبت ظہر کے وسیع ہوتا ہے، بلکہ اس میں فقط یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ نے کہا: ہم نے کام زیادہ کیا ہے اور ہمیں (مسلمانوں کی بہ نسبت) اجرت کم ملی ہے۔ روز آخرت بھلا ایسے شخص سے زیادہ گمراہ و بد بخت اور ذلیل کون ہو سکتا ہے، جو یہود و نصاری کے قول، جس کی رسول اللہ ﷺ نے تصدیق بھی نہیں کی، کی آڑ میں قول رسول ﷺ کی مخالفت کر رہا

ہے؟ اس حیلے بہانے کے وہم وتصور کو نبی کریم ﷺ کا صریح فرمان رد کر رہا ہے: ’’ظہر کا وقت تب تک رہتا ہے، جب تک آدمی کا سایہ اس کے قد کے برابر ہو جائے اور جب تک عصر کا وقت حاضر نہ ہو۔‘ ویسے بھی یہود ونصاری کا قول نبی کریم ﷺ کے بتائے ہوئے وقت کے مخالف نہیں ہے، کیوں کہ انہوں نے طلوع آفتاب سے عصر تک کام کیا اور کہا: ہم نے کام زیادہ کیا اور اجرت کم ملی ہے۔ یہ صحیح ہے، کیوں کہ جتنا وقت یہود ونصاری نے کام کیا، وہ ہمارے کام کے وقت سے زیادہ ہے، بلکہ ہر گروہ نے جتنا وقت کام کیا ہے، وہ ہمارے کام سے زیادہ ہے، کیوں کہ ہر موسم اور ہر علاقہ میں آغاز زوال سے ایک مثل سایہ ہونے تک کا وقت بہ نسبت آغاز ایک مثل سے غروب آفتاب تک کے وقت سے زیادہ ہوتا ہے۔ جتنی اجرت ہر گروہ کو ملی ہے، وہ ہم سے کم تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ دن کا تھوڑا سا وقت باقی رہ گیا؟ یہ بھی حق ہے، کیوں کہ عصر سے مغرب تک کا وقت، طلوع آفتاب سے عصر تک کے وقت کی نسبت تھوڑا ہی تو ہے، بلکہ ظہر تک کے وقت کی نسبت بھی تھوڑا ہی ہے، کیوں کہ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اپنے سے زیادہ کی بہ نسبت ہر چیز تھوڑی ہی ہوتی ہے۔ یوں بدعتیوں کے اوہام جو ان احادیث کی آڑ میں پیدا کیے گئے تھے، باطل ٹھہرے۔ وللہ الحمد۔‘‘

(المحلّٰی بالآثار: ۲/۲۰۹۔۲۱۰)

حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (۸۰۴ھ) لکھتے ہیں:

قَدْ أَجَبْنَا بِأَنَّ الْحَدِيثَ إِنَّمَا قَصَدَ بِهِ الْأَعْمَالَ لَا بَيَانَ الْأَوْقَاتِ.

''ہمارا جواب ہے کہ اس حدیث سے ہر امت کے اعمال مراد ہیں، اوقات نماز کا بیان مقصود نہیں۔''

(التّوضیح لشرح الجامع الصّحیح : ١٠٤/٢٤)

ظہر کا آخری وقت:

نماز ظہر کا وقت ایک مثل سایہ پر ختم ہو جاتا ہے، اس کے بعد عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

① سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَمَّنِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَام عِنْدَ الْبَيْتِ مَرَّتَيْنِ، فَصَلّٰى بِيَ الظُّهْرَ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَانَتْ قَدْرَ الشِّرَاكِ، وَصَلّٰى بِيَ الْعَصْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّهٗ مِثْلَهٗ، وَصَلّٰى بِيَ يَعْنِي الْمَغْرِبَ حِينَ أَفْطَرَ الصَّائِمُ، وَصَلّٰى بِيَ الْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ، وَصَلّٰى بِيَ الْفَجْرَ حِينَ حَرُمَ الطَّعَامُ وَالشَّرَابُ عَلَى الصَّائِمِ، فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ صَلّٰى بِيَ الظُّهْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّهٗ مِثْلَهٗ، وَصَلّٰى بِي الْعَصْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّهٗ مِثْلَيْهِ، وَصَلّٰى بِيَ الْمَغْرِبَ حِينَ أَفْطَرَ الصَّائِمُ، وَصَلّٰى بِيَ الْعِشَاءَ إِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ، وَصَلّٰى بِيَ الْفَجْرَ فَأَسْفَرَ ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيَّ فَقَالَ : يَا مُحَمَّدُ، هٰذَا وَقْتُ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِكَ، وَالْوَقْتُ مَا بَيْنَ هٰذَيْنِ الْوَقْتَيْنِ.

''جبریل علیہ السلام نے مجھے بیت اللہ کے پاس دو دفعہ امامت کروائی، چناں چہ نماز

ظہر پہلی دفعہ اس وقت پڑھائی، جب سورج ڈھل گیا اور سایہ ایک تسمہ کے برابر ہو گیا اور نماز عصر تب پڑھائی، جب ہر چیز کا سایہ اس کی مثل ہو گیا۔ مغرب اس وقت پڑھائی، جب روزہ دار روزہ افطار کرتا ہے، عشا اس وقت پڑھائی، جب شفق (سرخی) غائب ہو گئی اور فجر اس وقت پڑھائی، جب کھانا پینا روزہ دار پر حرام ہو جاتا ہے۔ (لیکن جب دوسرا دن ہوا تو) ظہر اس وقت پڑھائی، جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو گیا، عصر مجھے اس وقت پڑھائی، جب ہر چیز کا سایہ دو مثل ہو گیا تھا۔ مغرب (دوسری بار بھی) اس وقت پڑھائی، جب روزہ دار روزہ افطار کرتا ہے، عشا رات کی ایک تہائی گزرنے کے بعد پڑھائی اور فجر تب پڑھائی، جب خوب روشنی ہو گئی۔ پھر جبریل علیہ السلام میری طرف متوجہ ہو کر گویا ہوئے: محمد ﷺ! یہ آپ سے پہلے انبیا کا وقت ہے، (آپ اور آپ کی امت کے لیے) نمازوں کا وقت ان دونوں (اول و آخر) وقتوں کے درمیان ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : ۳۵٤،۲۳۳/۱، مسند عبد بن حميد : ۷۰۳، سنن أبي داود : ۳۹۳، سنن التّرمذي : ۱٤۹، سنن الدّارقطني : ۲۵۸/۱، المستدرك على الصّحيحين للحاكم : ۱۹۳/۱، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن الجارود (۱۴۹۔۱۵۰)، امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۳۲۵) نے ''صحیح''، امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح'' اور حافظ بغوی رحمہ اللہ (۳۴۸) نے ''حسن'' کہا ہے۔

حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

تَكَلَّمَ بَعْضُ النَّاسِ فِي إِسْنَادِ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ هٰذَا بِكَلَامٍ

لَّا وَجْهَ لَهٗ، وَهُوَ وَاللّٰهِ كُلُّهُمْ مَعْرُوفُو النَّسَبِ، مَشْهُورُونَ بِالْعِلْمِ .

''حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی سند پر بعض الناس نے بغیر دلیل کے کلام کی ہے، اللہ کی قسم! اس کے سارے راوی معروف النسب اور مشہور بالعلم ہیں۔''

(التّمهيد : ٢٦/٨)

علامہ ابن العربی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

رُوَاةُ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ هٰذَا كُلُّهُمْ ثِقَاتٌ مَّشَاهِيرُ لَا سِيَّمَا وَأَصْلُ الْحَدِيثِ صَحِيحٌ فِي صَلَاةِ جِبْرِيلَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنَّمَا هٰذِهِ الرِّوَايَةُ تَفْسِيرُ مُجْمَلٍ وَّإِيضَاحُ مُشْكِلٍ .

''حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سبھی راوی مشہور ثقہ ہیں، خاص کر امامت جبریل علیہ السلام کے متعلق حدیث کی اصل صحیح ہے، یہ حدیث مجمل کی تفسیر اور مشکل کی وضاحت کرتی ہے۔''

(عارضة الأحوذي : ١/١٥٠۔٥١)

عبدالرحمٰن بن حارث کو امام ابن سعد، امام عجلی اور امام ابن حبان رحمہم اللہ نے ''ثقہ'' کہا ہے۔ امام ابن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِهٖ بَأْسٌ . ''اس میں کوئی خرابی نہیں۔''

اس کے دوسری راوی حکیم بن حکیم کو امام عجلی، امام ابن حبان اور ابن خلفون رحمہم اللہ نے ''ثقہ'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے بھی ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔

(المغني في الضّعفاء : ١/٨٣)

نیز ''حسن الحدیث'' بھی کہا ہے۔

(الكاشف : ۱/۱۸۵)

امام ابن سعد رحمہ اللہ کی جرح کئی وجہ سے مردود ہے، لہٰذا حکیم بن حکیم جمہور کے نزدیک ''حسن الحدیث'' ہیں۔

② سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَقْتُ الظُّهْرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ كَطُولِهٖ، مَا لَمْ يَحْضُرِ الْعَصْرُ .

''ظہر کا آغاز سورج ڈھلنے سے ہو جاتا ہے اور اس وقت تک رہتا ہے، جب سایہ قد کے برابر جب ہو جائے، مطلب جب تک عصر کا وقت شروع نہ ہو۔''

(صحيح مسلم : ۱/۲۲۳، ح : ٦١٢)

امام ابن منذر رحمہ اللہ (م:۳۱۸ھ) فرماتے ہیں:

قَوْلُ الشَّافِعِيِّ صَحِيحٌ يَّدُلُّ عَلَيْهِ الْأَخْبَارُ الثَّابِتَةُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذَالِكَ حَدِيثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَوْلُهٗ : وَقْتُ الظُّهْرِ مَا لَمْ يَحْضُرِ الْعَصْرُ، وَحَدِيثُ أَبِي قَتَادَةَ : إِنَّمَا التَّفْرِيطُ عَلٰى مَنْ لَمْ يُصَلِّ صَلَاةً حَتّٰى يَدْخُلَ وَقْتُ الْأُخْرٰى، وَفِي الْمَسْأَلَةِ قَوْلٌ رَّابِعٌ، وَّهُوَ : أَنَّ أَوَّلَ وَقْتِ الْعَصْرِ أَنْ يَصِيرَ الظِّلُّ قَامَتَيْنِ بَعْدَ الزَّوَالِ وَمَنْ صَلّٰى قَبْلَ ذَالِكَ لَمْ تُجْزِهٖ صَلَاتُهٗ هٰذَا قَوْلُ النُّعْمَانِ وَهُوَ قَوْلٌ خَالَفَ صَاحِبُهُ الْأَخْبَارَ الثَّابِتَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَالنَّظَرُ غَيْرُ دَالٍّ عَلَيْهِ وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا سَبَقَ قَائِلَ هٰذَا الْقَوْلِ إِلٰى مَقَالَتِهٖ وَعَدَلَ أَصْحَابُهٗ عَنِ الْقَوْلِ بِهٖ فَبَقِيَ قَوْلُهٗ مُنْفَرِدًا لَّا مَعْنٰى لَهٗ.

''امام شافعی رحمہ اللہ کی بات درست ہے، اسی پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی صحیح احادیث دلالت کرتی ہیں، جس میں سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے، جس کا مضمون کچھ یوں ہے: ظہر کا وقت عصر تک رہتا ہے۔ سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے: سست و کاہل وہ ہے، جو اگلی نماز کا وقت آنے تک نماز ادا نہ کرلے۔ اس مسئلہ میں ایک چوتھا قول بھی ہے کہ عصر کا اول وقت اس سے ہوتا ہے، جب سایہ دو مثل ہو جائے اور اس سے پہلے نماز ادا کرنے والے کی نماز ادا نہیں ہوگی، یہ نعمان بن ثابت کا قول ہے، جو سراسر حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف ہے۔ درحقیقت حدیث کا یہ معنی نہیں ہے۔ ہمارے مطابق تو ان سے پہلے کسی نے یہ بات نہیں کی اور ان کے شاگردوں نے بھی اس بات کو تسلیم نہ کیا، لہٰذا ان کا قول میدانِ فقہ میں اکیلا ہی رہ گیا، بالکل بے معنی۔''

(الأوسط في السّنن والإجماع والاختلاف: ۳۰/۲)

مفتی تقی عثمانی صاحب لکھتے ہیں:

''مثلین پر ظہر کا وقت ہونے کے سلسلہ میں عموماً احناف کی طرف سے تین دلیلیں پیش کی جاتی ہیں، لیکن انصاف کی بات یہ ہے کہ ان میں سے کوئی حدیث بھی اوقات کی تحدید پر صریح نہیں ہے، اس کے برخلاف حدیث

جبریل میں صراحتاً پہلے دن کو مثل اول پر پڑھنے کا ذکر موجود ہے، اس لیے یہ حدیثیں حدیثِ جبریل کا مقابلہ نہیں کر سکتیں، اس لیے بعض حنفیہ نے مثل اول والی روایت کو لیا ہے، کما فی الدرر، اور بعض حنفیہ نے وقت مہمل کو ترجیح دی ہے۔''

(درس ترمذي : ۹٦/۱)

جناب محمد بن علی نیموی صاحب کہتے ہیں:

''مجھے کوئی حدیث صریح، صحیح یا ضعیف نہیں ملی، جو اس پر دلالت کرے کہ ظہر کا وقت سایہ کے دو مثل ہونے تک ہے۔''

(آثار السّنن، مترجم، ص : ۲۸، ح : ۱۹۹)

الحاصل:

ظہر کا وقت زوال کے ساتھ شروع ہو جاتا ہے اور ایک مثل سایہ پر ختم ہو جاتا ہے۔

نماز عصر کا وقت:

نماز عصر کا مختار وقت ایک مثل سایہ سے شروع ہو جاتا ہے اور دو مثل سایہ پر اختتام پذیر ہو جاتا ہے۔ دلائل ملاحظہ ہوں:

① سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَمَّنِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَام عِنْدَ الْبَيْتِ مَرَّتَيْنِ ..... ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ حِينَ كَانَ كُلُّ شَيْءٍ مِثْلَ ظِلِّهِ ....

''جبریل علیہ السلام نے مجھے بیت اللہ کے قریب دو مرتبہ نماز پڑھائی...... پھر نماز عصر اس وقت پڑھائی، جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو گیا....''

(مسند الإمام أحمد : ۳۳۳/۱، ۳٥٤، مسند عبد بن حميد : ۷۰۳، سنن أبي داود : ۳۹۳، سنن التّرمذي : ۱٤۹، سنن الدّارقطني : ۲٥۸/۱، المستدرك على الصّحيحين للحاكم : ۱۹۳/۱، وسندهٗ حسنٌ)

علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

مُقْتَضَاهُ أَنْ يَّقُولَ هُنَا بِكَرَاهَةِ تَأْخِيرِ الْعَصْرِ إِلٰى مَا بَعْدَ صَيْرُورَةِ ظِلِّ كُلِّ شَيْءٍ مِّثْلَيْهِ .

''اجماع امت کا تقاضا ہے کہ نماز عصر کو دو مثل سائے تک مؤخر کرنا مکروہ ہے۔''

(التّنبيه على مشكلات الهداية :467/1)

② **سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:**

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي صَلَاةَ العَصْرِ، وَالشَّمْسُ طَالِعَةٌ فِي حُجْرَتِي لَمْ يَظْهَرِ الفَيْءُ بَعْدُ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عصر ادا فرماتے، جب کہ دھوپ میرے گھر کے صحن میں پڑتی اور ابھی تک سایہ نظر نہیں آیا ہوتا تھا۔''

(صحيح البخاري : ٥٤٦، صحيح مسلم : ٦١١)

③ **سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:**

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي العَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ حَيَّةٌ، فَيَذْهَبُ الذَّاهِبُ إِلَى العَوَالِي، فَيَأْتِيهِمْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عصر ادا فرماتے، سورج ابھی بلند اور روشن ہوتا، جانے والا

مدینہ کے دور دراز علاقے میں جاتا، وہاں پہنچتا، تو سورج ابھی بھی بلند ہوتا تھا۔''

(صحيح البخاري : ٥٠، صحيح مسلم : ٦٢١)

④ سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا نُصَلِّي الْعَصْرَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ تُنْحَرُ الْجَزُورُ، فَتُقْسَمُ عَشَرَ قِسَمٍ، ثُمَّ تُطْبَخُ، فَنَأْكُلُ لَحْمًا نَضِيجًا قَبْلَ مَغِيبِ الشَّمْسِ .

''ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں نماز عصر ادا کرتے، پھر اونٹ ذبح کیے جاتے۔ گوشت دس حصوں میں تقسیم ہوتا، پکایا جاتا اور غروب آفتاب سے پہلے پہلے ہم وہ گوشت کھا لیتے تھے۔''

(صحيح البخاري : ٤٨٥، صحيح مسلم : ٦٢٥)

⑤ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا نُصَلِّي الْعَصْرَ، ثُمَّ يَذْهَبُ الذَّاهِبُ مِنَّا إِلٰى قُبَاءٍ، فَيَأْتِيهِمْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ .

''ہم عصر ادا کرتے، پھر جانے والا قبا بستی جاتا، اس کے وہاں پہنچنے کے بعد بھی سورج ابھی بلند ہوتا تھا۔''

(صحيح البخاري : ٥١، صحيح مسلم : ٦٢١)

⑥ نیز بیان کرتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْعَصْرَ، وَالشَّمْسُ بَيْضَاءُ مُحَلِّقَةٌ .

''رسول اللہ ﷺ نمازِ عصر ادا فرماتے، سورج ابھی صاف چمکدار ہوتا تھا۔''

(مسند الإمام أحمد : ٣١/٣، ١٦٩، ١٨٤، ٢٣٢، وسندهٗ حسنٌ)

فائدہ:

عبداللہ بن رافع مولیٰ ام سلمہ رحمہ اللہ نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اوقاتِ نماز کے بارے میں پوچھا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أَنَا أُخْبِرُكَ، صَلِّ الظُّهْرَ إِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَكَ وَالْعَصْرَ إِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَيْكَ .

''میں آپ کو مطلع کر دینا چاہتا ہوں کہ ظہر کی نماز اس وقت پڑھیں، جب سایہ ایک مثل ہو جائے اور عصر اس وقت پڑھیں، جب سایہ دو مثل ہو جائے۔''

(مؤطّأ الإمام مالك : ٨/١، وسندهٗ صحيحٌ)

علامہ عبدالحی لکھنوی حنفی رحمہ اللہ (١٣٠٤ھ) لکھتے ہیں:

كَأَنَّهٗ قَالَ : الظُّهْرُ مِنَ الزَّوَالِ إِلٰى أَنْ يَّكُونَ ظِلُّكَ مِثْلَكَ، وَالْعَصْرُ مِنْ ذٰلِكَ الْوَقْتِ إِلٰى أَنْ يَّكُونَ ظِلُّكَ مِثْلَيْكَ .

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ گویا کہنا چاہتے تھے کہ ظہر کا وقت زوال سے لے کر آپ کے سائے کے ایک مثل ہونے تک ہے اور عصر کا وقت اس وقت سے لے کر آپ کے سائے کے دو مثل ہونے تک ہے۔''

(التّعليق الممجّد : ٤١/١، حاشية : ٩)

ثابت ہوا کہ ظہر کا وقت زوال سے ایک مثل سایہ تک رہتا ہے، جب کہ عصر کا وقت ایک مثل سے دو مثل تک رہتا ہے، بعض لوگ سنت کی مخالفت میں عصر کا اول وقت بغیر کسی

عذر کے ترک کر دیتے ہیں، حدیث میں ان کے بارے میں وعید شدید وارد ہوئی ہے۔

علاء بن عبدالرحمٰن تابعی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

إِنَّهُ دَخَلَ عَلٰى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فِي دَارِهِ بِالْبَصْرَةِ، حِينَ انْصَرَفَ مِنَ الظُّهْرِ، وَدَارُهُ بِجَنْبِ الْمَسْجِدِ، فَلَمَّا دَخَلْنَا عَلَيْهِ، قَال: أَصَلَّيْتُمُ الْعَصْرَ؟ فَقُلْنَا لَهُ: إِنَّمَا انْصَرَفْنَا السَّاعَةَ مِنَ الظُّهْرِ، قَالَ: فَصَلُّوا الْعَصْرَ، فَقُمْنَا، فَصَلَّيْنَا، فَلَمَّا انْصَرَفْنَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِ، يَجْلِسُ يَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتّٰى إِذَا كَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ، قَامَ فَنَقَرَهَا أَرْبَعًا، لَّا يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا.

''میں نماز سے فارغ ہو کر سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے گھر گیا، آپ کا گھر بصرہ میں مسجد کے پڑوس میں واقع تھا، ہم آپ کے ہاں پہنچے، تو انہوں نے فرمایا: عصر ادا کر لی آپ نے؟ عرض کیا: ابھی ہم ظہر سے فارغ ہوئے ہیں، فرمایا: عصر پڑھ لیں، ہم کھڑے ہوئے اور عصر پڑھی، نماز سے فارغ ہوئے، تو فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ منافق کی نماز یہ ہے کہ سورج کے انتظار میں بیٹھا رہتا ہے اور جب سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان آ جاتا ہے، تو کھڑے ہو کر چار ٹھونگیں لگاتا ہے، جس میں اللہ کا ذکر تو برائے نام ہی ہوتا ہے۔''

(صحيح مسلم: ١/٢٢٥، ح: ٦٢٢)

سیدنا ابواُمامہ بن سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

صَلَّيْنَا مَعَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ العَزِيزِ الظُّهْرَ، ثُمَّ خَرَجْنَا حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَوَجَدْنَاهُ يُصَلِّي العَصْرَ، فَقُلْتُ: يَا عَمِّ مَا هٰذِهِ الصَّلَاةُ الَّتِي صَلَّيْتَ؟ قَالَ: العَصْرُ، وَهٰذِهِ صَلَاةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي كُنَّا نُصَلِّي مَعَهٗ.

''ہم نے عمر بن عبدالعزیز کی اقتدا میں ظہر ادا کی، وہاں سے نکلے اور سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضری دی، آپ عصر ادا فرما رہے تھے، میں عرض گزار ہوا: چچا جان! یہ کون سی نماز ہے؟ فرمایا: عصر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم یہ نماز اسی وقت ادا کرتے تھے۔''

(صحيح البخاري: ٥٤٩، صحيح مسلم: ٦٢٣)

ثابت ہوا کہ نماز عصر اول وقت میں ادا کرنی چاہئے، بعض اہل بدعت آج بھی ان احادیث کے خلاف عمل کر رہے ہیں۔

تنبیہ نمبر: ①

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشَدَّ تَعْجِيلًا لِّلظُّهْرِ مِنْكُمْ، وَأَنْتُمْ أَشَدُّ تَعْجِيلًا لِّلْعَصْرِ مِنْهُ.

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر آپ سے پہلے ادا کرتے تھے اور آپ عصر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ادا کر لیتے ہیں۔''

(سنن التّرمذي : ١٦١، وسندهٗ صحيحٌ)

علامہ عبدالحی لکھنوی حنفی رحمہ اللہ (۱۳۰۴ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّمَا يَدُلُّ عَلٰى كَوْنِ التَّعْجِيلِ فِي الظُّهْرِ أَشَدَّ مِنَ التَّعْجِيلِ فِي الْعَصْرِ لَا عَلَى اسْتِحْبَابِ تَأْخِيرِ الْعَصْرِ .

''یہ حدیث دلیل ہے کہ ظہر بہ نسبت عصر کے زیادہ جلدی ادا کی جائے، یہ معنی نہیں کہ عصر کو مؤخر کرنا مستحب ہے۔''

(التعليق الممجد، ص ٤٥)

تنبیہ نمبر: ②

سیدنا علی بن شیبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قَدِمْنَا عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ، فَكَانَ يُؤَخِّرُ الْعَصْرَ مَا دَامَتِ الشَّمْسُ بَيْضَاءَ نَقِيَّةً .

''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ حاضر ہوئے، آپ عصر صرف اتنی مؤخر کرتے کہ سورج ابھی روشن اور صاف ہوتا تھا۔''

(سنن أبي داود : ٤٠٨)

تبصرہ:

سند ''ضعیف'' ہے۔ محمد بن یزید یمانی اور یزید بن عبدالرحمٰن بن علی ''مجہول'' ہیں۔

علامہ عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں:

فَلَا يَدُلُّ إِلَّا عَلٰى أَنَّهٗ كَانَ يُؤَخِّرُ الْعَصْرَ مَا دَامَ كَوْنُ الشَّمْسِ

بَيْضَاءَ، وَهٰذَا أَمْرٌ غَيْرُ مُسْتَنْكِرٍ، فَإِنَّهُ لَمْ يَقُلْ أَحَدٌ بِعَدْمِ جَوَازِ ذٰلِكَ، وَالْكَلَامُ إِنَّمَا هُوَ فِي أَفْضَلِيَّةِ التَّأْخِيرِ وَهُوَ لَيْسَ بِثَابِتٍ مِّنْهُ، لَا يُقَالُ: هٰذَا الْحَدِيثُ يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ التَّأْخِيرَ كَانَ عَادَتُهُ يُشْهِدُ بِهٖ لَفْظَ كَانَ الْمُسْتَعْمَلِ فِي أَكْثَرِ الْأَحَادِيثِ لِبَيَانِ عَادَتِهِ الْمُسْتَمِرَةِ، لِأَنَّا نَقُولُ: لَوْ دَلَّ عَلٰى ذٰلِكَ لَعَارَضَهُ كَثِيرٌ مِّنَ الْأَحَادِيثِ الْقَوِيَّةِ الدَّالَّةِ عَلٰى أَنَّ عَادَتَهُ كَانَتِ التَّعْجِيلُ، فَالْأَوْلٰى أَنْ لَّا يُحْمَلَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَلَى الدَّوَامِ دَفْعًا لِّلْمُعَارَضَةِ وَاعْتِبَارًا لِّتَقْدِيمِ الْأَحَادِيثِ الْقَوِيَّةِ.

''اس حدیث میں صرف یہی دلیل ہے کہ نبی کریم ﷺ عصر کو صرف اتنا موخر کرتے کہ سورج ابھی چمک رہا ہوتا، اس سے انکار کیسے ممکن ہے، سلف میں کسی نے اس کے عدم جواز کا دعوی نہیں کیا، مسئلہ ہے افضلیت تاخیر کا، جو کہ نبی کریم ﷺ سے ہرگز ثابت نہیں۔ اگر آپ کہیں کہ اس حدیث میں کان ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تاخیر نبی کریم ﷺ کا معمول تھا، تو ہم عرض کریں گے کہ اس کے معارض کئی دوسری قوی احادیث موجود ہیں، جن سے عیاں ہوتا ہے کہ عصر جلدی ادا کرنا آپ کا معمول تھا۔ لہٰذا بہتر یہی ہے کہ تعارض رفع کرتے ہوئے اور اقوی احادیث کو مقدم کرتے ہوئے اس حدیث کو دوام پر محمول نہ کیا جائے۔'' (التعليق الممجد، ص ٤٥)

تنبیہ نمبر:③

سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُهُمْ بِتَأْخِيرِ الْعَصْرِ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں عصر مؤخر کرنے کا حکم فرماتے تھے۔''

(سنن الدّارقطني : ٢٥١/١، ح : ٩٩٠)

تبصرہ: سند ''ضعیف'' ہے، امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ ضَعِيفُ الْإِسْنَادِ مِنْ جِهَةِ عَبْدِ الْوَاحِدِ هٰذَا ..... وَلَا يَصِحُّ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ رَّافِعٍ وَّلَا عَنْ غَيْرِهٖ مِنَ الصَّحَابَةِ، وَالصَّحِيحُ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ وَعَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضِدُّ هٰذَا، وَهُوَ التَّعْجِيلُ بِصَلَاةِ الْعَصْرِ وَالتَّبْكِيرِ بِهَا .

''اس کی سند عبدالواحد بن نفیع کی وجہ سے ضعیف ہے۔...... یہ حدیث رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ یا کسی اور صحابی سے قطعا ثابت نہیں، بلکہ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ اور کئی اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے خلاف یعنی عصر کو جلد ادا کرنا ثابت ہے۔''

اس کے راوی عبدالواحد بن نافع ابو رماح کلابی کے بارے میں امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

شَيْخٌ يَرْوِي عَنْ أَهْلِ الْحِجَازِ الْمَقْلُوبَاتِ وَعَنْ أَهْلِ الشَّامِ الْمَوْضُوعَاتِ، لَا يَحِلُّ ذِكْرُهُ فِي الْكُتُبِ إِلَّا عَلَى سَبِيلِ الْقَدْحِ فِيهِ.

''شیخ ہے، حجازیوں سے مقلوب اور شامیوں سے موضوع (جھوٹی) روایات بیان کرتا ہے۔ کتابوں میں اس کا ذکر جرح کے بغیر کرنا جائز نہیں۔''

(المجروحين: ٨١/٢)

اس راوی اور مذکورہ روایت کی تفصیل جاننے کے لیے لسان المیزان لابن حجر (۷۹/۴) کا مطالعہ کریں۔

شبہہ نمبر: ① سوار بن شبیب رحمہ اللہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہتے ہیں:

إِنَّهُ كَانَ يُؤَخِّرُ الْعَصْرَ حَتَّى أَقُولَ: قَدِ اصْفَرَّتِ الشَّمْسُ.

''آپ نماز عصر اتنی مؤخر کرتے کہ میں کہتا: سورج زرد ہو گیا ہے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة: ٣٢٧/١)

① سوار بن شبیب کا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع معلوم نہیں ہو سکا۔

② سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ فتویٰ گزر چکا ہے کہ عصر کا آخری مختار وقت دو مثل تک ہے اور اس اثر میں مذکور زردی سے مراد دو مثل سے پہلے والی زردی ہے۔

شبہہ نمبر: ② سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهُ كَانَ يُؤَخِّرُ الْعَصْرَ. ''آپ عصر مؤخر کرتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة: ٢٢٧/١)

جواب: سند ضعیف ہے، ابواسحاق سبیعی مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

علامہ رشید احمد گنگوہی دیوبندی صاحب کہتے ہیں:

''ایک مثل کا مذہب قوی ہے، لہٰذا ایک مثل پر عصر پڑھے، تو ادا ہو جاتی ہے، اعادہ نہ کرے۔''(فتاویٰ رشیدیہ، ص ۲۸۵)

نماز مغرب کا وقت:

نماز مغرب کا وقت سورج غروب ہونے سے لے کر شفق (سرخی) کے غائب ہونے تک ہے۔

❁ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰی تَفْضِيلِ تَعْجِيلِ الْمَغْرِبِ .

''مسلمانوں کا اجماع ہے کہ نماز مغرب کو جلدی ادا کرنا افضل ہے۔''

(التّمهيد لما في المؤطأ من المَعاني والأسانيد : 342/4)

❁ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ (۸۵۵ھ) فرماتے ہیں:

اَلْإِجْمَاعُ عَلٰی أَنَّ وَقْتَ الْمَغْرِبِ غُرُوبُ الشَّمْسِ .

''اجماع ہے کہ مغرب کا وقت غروب آفتاب (کے وقت شروع ہو جاتا) ہے۔''

(البِناية : 12/2)

❁ سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ إِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ، وَتَوَارَتْ بِالْحِجَابِ .

''رسول اللہ ﷺ نماز مغرب اس وقت پڑھتے تھے، جب سورج غروب ہو جاتا اور پردے میں چھپ جاتا۔''

(صحيح البخاري : 561، صحيح مسلم : 636)

❁ سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا نُصَلِّي الْمَغْرِبَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيَنْصَرِفُ أَحَدُنَا، وَإِنَّهٗ لَيُبْصِرُ مَوَاقِعَ نَبْلِهٖ .

''ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز مغرب ادا کرتے، تو ہم میں سے کوئی واپس لوٹتا اور تیر کے گرنے کی جگہ کو دیکھ لیتا۔''

(صحيح البخاري : 559، صحيح مسلم : 637)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

فِي هٰذَيْنِ الْحَدِيثَيْنِ أَنَّ الْمَغْرِبَ تُعَجَّلُ عَقِبَ غُرُوبِ الشَّمْسِ وَهٰذَا مُجْمَعٌ عَلَيْهِ وَقَدْ حُكِيَ عَنِ الشِّيعَةِ فِيهِ شَيْءٌ لَا الْتِفَاتَ إِلَيْهِ وَلَا أَصْلَ لَهٗ .

''ان دونوں حدیثوں میں دلیل ہے کہ غروب آفتاب کے بعد نماز مغرب جلدی ادا کرنی چاہیے، اس پر اجماع ہے۔ اس بارے میں شیعہ سے جو بات منقول ہے، وہ ناقابل التفات اور بے اصل ہے۔''

(شرح النّووي : 136/5)

❁ سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا تَزَالُ أُمَّتِي بِخَيْرٍ أَوْ عَلَى الْفِطْرَةِ مَا لَمْ يُؤَخِّرُوا الْمَغْرِبَ

حَتّٰی تَشْتَبِكَ النُّجُومُ .

''میری امت تب تک بھلائی یا فطرت پر قائم رہے گی، جب تک نماز مغرب کو ستاروں کے چمکنے تک مؤخر نہیں کرے گی۔''

(مسند الإمام أحمد : 147/4، سنن أبي داود : 418، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۳۹۹) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے، امام حاکم رحمہ اللہ (۱/۱۹۱) نے امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

❀ **سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:**

إِنَّهٗ وَقْتٌ إِلٰی أَنْ يَسْقُطَ الشَّفَقُ .

''مغرب کا وقت شفق (سرخی) غائب ہونے تک ہے۔''

(صحيح مسلم : 612)

❀ **ایک روایت کے الفاظ ہیں:**

وَقْتُ الْمَغْرِبِ مَا لَمْ يَسْقُطْ ثَوْرُ الشَّفَقِ .

''مغرب کا وقت شفق (سرخی) غائب ہونے تک ہے۔''

❀ **دوسری روایت کے الفاظ ہیں:**

وَقْتُ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ مَا لَمْ يَغِبِ الشَّفَقُ .

''مغرب کی نماز کا وقت شفق (سرخی) غائب ہونے تک رہتا ہے۔''

❀ **سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:**

ثُمَّ أَمَرَهٗ فَأَقَامَ الْمَغْرِبَ حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ أَمَرَهٗ فَأَقَامَ الْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ .

''نبی کریم ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا، تو انہوں نے سورج غروب ہونے کے بعد مغرب کے لیے اقامت کہی، پھر نبی کریم ﷺ نے حکم دیا، تو انہوں نے شفق (سرخی) غائب ہونے کے بعد نماز عشاء کے لیے اقامت کہی۔''

(صحيح مسلم : 613)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانُوا يُصَلُّونَ فِيمَا بَيْنَ أَنْ يَغِيبَ الشَّفَقُ إِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ الْأَوَّلِ .

''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (عشاء کی نماز) شفق (سرخی) غائب ہونے سے لے کر اول تہائی رات تک ادا کرتے تھے۔''

(صحيح البخاري : 569)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَمَّنِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَام عِنْدَ الْبَيْتِ مَرَّتَيْنِ ...... وَصَلّٰى بِي يَعْنِي الْمَغْرِبَ حِينَ أَفْطَرَ الصَّائِمُ، وَصَلّٰى بِيَ الْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ .

''جبریل علیہ السلام نے مجھے بیت اللہ کے پاس دو دفعہ امامت کروائی......نماز مغرب اس وقت پڑھائی، جب روزہ دار روزہ افطار کرتا ہے، عشاء اس وقت پڑھائی، جب شفق (سرخی) غائب ہو گئی۔''

(مسند الإمام أحمد :233/1، 354، مسند عبد بن حميد : 703، سنن أبي داود : 393، سنن التّرمذي : 149، سنن الدّارقطني : 258/1، المستدرك على الصّحيحين للحاكم :193/1، وسندهٗ حسنٌ)

اسے امام ابن الجارود (۱۴۹۔۱۵۰)، امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۳۲۵) نے ”صحیح“، امام ترمذی رحمہ اللہ نے ”حسن صحیح“ اور حافظ بغوی رحمہ اللہ (۳۴۸) نے ”حسن“ کہا ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

اَلشَّفَقُ الْحُمْرَةُ. ”شفق سے مراد سرخی ہے۔“

(سنن الدّارقطني : 1057، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ”صحیح“ کہا ہے۔

(تهذيب الأسماء واللّغات : 165/3)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

الْمُرَادُ بِالشَّفَقِ الْأَحْمَرُ هٰذَا مَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَجُمْهُورِ الْفُقَهَاءِ وَأَهْلِ اللُّغَةِ وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ وَالْمُزَنِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَطَائِفَةٌ مِنَ الْفُقَهَاءِ وَأَهْلِ اللُّغَةِ الْمُرَادُ الْأَبْيَضُ وَالْأَوَّلُ هُوَ الرَّاجِحُ الْمُخْتَارُ.

”شفق سے مراد سرخی ہے، یہ امام شافعی اور جمہور فقہا و اہل لغت کا مذہب ہے، جبکہ امام ابوحنیفہ، امام مزنی رحمہ اللہ اور فقہا و اہل لغت کی ایک جماعت کا کہنا ہے کہ شفق سے مراد سفیدی ہے، پہلا قول راجح اور مختار ہے۔“

(شرح مسلم : 112/5)

❀ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ نَقَلَ كَثِيرٌ مِنْ أَهْلِ اللُّغَةِ أَنَّ الشَّفَقَ عِنْدَ الْعَرَبِ هُوَ الْحُمْرَةُ.

”کئی اہل لغت نے نقل کیا ہے کہ عرب کے ہاں شفق سے مراد سرخی ہے۔“

(التّنبيه على مشكلات الهداية :1/457)

❀ علامہ حصکفی حنفی رحمہ اللہ (۱۰۸۸ھ) فرماتے ہیں:

وَقْتُ الْمَغْرِبِ مِنْهُ إِلٰى غُرُوبِ الشَّفَقِ وَهُوَ الْحُمْرَةُ عِنْدَهُمَا، وَبِهٖ قَالَتِ الثَّلَاثَةُ وَإِلَيْهِ رَجَعَ الْإِمَامُ كَمَا فِي شُرُوحِ الْمَجْمَعِ وَغَيْرِهَا، فَكَانَ هُوَ الْمَذْهَبُ.

''مغرب کا وقت غروب آفتاب سے لے کر شفق کے غائب ہونے تک ہے۔ صاحبین کے نزدیک شفق سے مراد سرخی ہے، ائمہ ثلاثہ (امام مالک، امام شافع اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ) کا یہی مؤقف ہے، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے بھی رجوع کر لیا تھا، جیسا کہ مجمع الانہر وغیرہ کی شروحات میں لکھا ہے، لہٰذا (احناف کا بھی مفتی بہ) یہی مذہب ہے۔'' (الدّر المختار، ص 53)

نوٹ:

❀ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے:

ثُمَّ أَذَّنَ لِلْعِشَاءِ حِينَ أُذْهِبَ بَيَاضُ النَّهَارِ، وَهُوَ الشَّفَقُ.

''پھر جب دن کی سفیدی یعنی شفق ختم ہو گئی، تو مؤذن نے عشاء کی اذان کہی۔''

(المُعجم الأوسط للطّبراني : 40/7، الرقم : 6787)

سند ضعیف ہے۔ محمد بن ہارون بن محمد بن بکار دمشقی ''مجہول الحال'' ہے، اسے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے الثقات (۱۵۱/۹) میں ذکر کیا ہے۔

صحیح ابن خزیمہ (۳۵۳) والی سند بھی ضعیف ہے، اس میں صدقہ بن عبد اللہ دمشقی ضعیف ہے۔

حدیث میں اصل الفاظ ''شفق'' ہی تھے، جیسا کہ صحیح روایات میں صراحت موجود ہے۔ نیز بیاض النہار کو ''شفق'' قرار دینا راوی کا تصرف معلوم ہوتا ہے۔

نماز عشاء کا وقت:

نماز عشاء کا مختار وقت نصف رات تک ہے۔ بلا عذر نصف رات سے تاخیر درست نہیں۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى أَنَّ وَقْتَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ يَدْخُلُ بِغَيْبُوبَةِ الشَّفَقِ، وَالْأَحَادِيثُ الصَّحِيحَةُ مَشْهُورَةٌ بِذٰلِكَ.

''اہل علم کا اجماع ہے کہ نماز عشا کا وقت شفق (سرخی) غائب ہونے سے شروع ہو جاتا ہے، اس پر صحیح اور مشہور احادیث ہیں۔''

(تهذيب الأسماء واللّغات : 165/3)

❁ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَتِ الْأُمَّةُ عَلٰى كَرَاهَةِ تَأْخِيرِهَا عَنْ ذٰلِكَ الْوَقْتِ.

''امت کا اتفاق ہے کہ عشاء کو مختار وقت سے (بلا عذر) مؤخر کرنا مکروہ ہے۔''

(التّنبيه على مشكلات الهِداية :466/1)

❁ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَعْتَمَ بِالصَّلَاةِ حَتَّى ابْهَارَّ اللَّيْلُ.

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تاخیر سے نماز پڑھائی، یہاں تک کہ آدھی رات ہو گئی۔''

(صحيح البخاري : 565، صحيح مسلم :641)

❁ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوْلَا ضَعْفُ الضَّعِيفِ وَسَقَمُ السَّقِيمِ لَأَخَّرْتُ هٰذِهِ الصَّلَاةَ إِلٰى شَطْرِ اللَّيْلِ .

''اگر کمزور کی کمزوری اور بیمار کی بیماری کا احساس نہ ہوتا، تو میں نماز عشاء کو نصف رات تک مؤخر کرتا۔''

(سنن أبي داود : 422، سنن النّسائي : 539، سنن ابن ماجه : 693، وسندهٔ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۳۴۵) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ أَنْ يُؤَخِّرُوا الْعِشَاءَ إِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ أَوْ نِصْفِهٖ .

''اگر میں اپنی امت پر مشقت نہ سمجھتا، تو انہیں نماز عشاء کو تہائی یا نصف رات تک مؤخر کرنے کا حکم دیتا۔''

(سنن التّرمذي : 167، سنن ابن ماجه : 691، وسندهٔ صحيحٌ)

❁ سیدنا ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّمَا التَّفْرِيطُ عَلٰى مَنْ لَمْ يُصَلِّ الصَّلَاةَ حَتّٰى يَجِيءَ وَقْتُ الصَّلَاةَ الْأُخْرٰى .

''کوتاہی یہ ہے کہ نماز کی ادائیگی نہ ہو، یہاں تک کہ اگلی نماز کا وقت داخل ہو جائے۔''

(صحيح مسلم : 681)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نماز عشاء کا وقت طلوع فجر تک ہے۔

❁ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الصَّحَابَةَ وَالتَّابِعِينَ اتَّفَقُوا عَلٰى أَنَّ الْحَائِضَ لَوْ طَهُرَتْ قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ الثَّانِي وَجَبَتْ عَلَيْهَا صَلاَةُ الْعِشَاءِ، وَاخْتَلَفُوا فِي وُجُوبِ الْمَغْرِبِ، فَلَوْ لَمْ يَكُنِ الْوَقْتُ بِاقِيًا لَمَا وَجَبَتِ الْعِشَاءُ .

''صحابہ کرام اور تابعین عظام کا اجماع ہے کہ حائضہ اگر طلوع فجر سے پہلے پہلے پاک ہو جائے ،تو اس پر نماز عشاء فرض ہے،مغرب کے متعلق اختلاف ہے۔اگر طلوع فجر تک عشاء کا وقت باقی نہ ہو،تو نماز عشاء کی ادائیگی واجب کیسے؟''

(التّبيه على مشكلات الهداية :458/1)

۞ علامہ زیلعی حنفی رحمہ اللہ (۷۴۳ھ) فرماتے ہیں:

إِجْمَاعُ السَّلَفِ أَنَّهٗ يَبْقٰى إِلٰى طُلُوعِ الْفَجْرِ .

''سلف کا اجماع ہے کہ نماز عشاء کا وقت طلوع فجر تک باقی رہتا ہے۔''

(تبيين الحقائق :81/1، درر الحكام لملا خسرو :51/1)

۞ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا:

مَا إِفْرَاطُ صَلاَةِ الْعِشَاءِ؟ قَالَ : طُلُوعُ الْفَجْرِ .

''نماز عشاء کی ادائیگی میں کوتاہی کیا ہے؟ فرمایا:طلوع فجر۔''

(شرح معاني الآثار للطّحاوي :159/1، وسندهٗ صحيحٌ)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مراد یہ ہے کہ نماز عشاء کا افضل وقت نصف رات ہے،نصف رات کے بعد بلا عذر تاخیر کرنا کوتاہی شمار ہوگی،البتہ طلوع فجر سے پہلے پہلے نماز عشاء پڑھ لی جائے ،تو ادائیگی ہو جائے گی،کیونکہ اس پر اجماع ہے کہ ایک نماز کا وقت دوسری نماز تک ہوتا ہے،سوائے نماز فجر کے،اس کا وقت طلوع آفتاب تک ہے۔

نصف رات کا مطلب یہ ہے کہ غروب آفتاب سے لے کر طلوع فجر تک کے وقت کو دو حصوں میں تقسیم کر لیا جائے، جہاں پہلا نصف ختم ہوتا ہے، وہاں نماز عشاء کا مختار وقت ختم ہوتا ہے۔

نمازِ فجر کا وقت:

نماز فجر کا وقت طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک ہے۔

❁ علامہ زیلعی حنفی رحمہ اللہ (۷۴۳ھ) فرماتے ہیں:

قَدِ اجْتَمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلٰى أَنَّ أَوَّلَهٗ الصُّبْحُ الصَّادِقُ وَآخِرَهٗ تَطْلُعُ الشَّمْسُ .

''امت کا اجماع ہے کہ نماز فجر کا اول وقت صبح صادق ہے اور آخری وقت طلوع آفتاب ہے۔''

(تبيين الحقائق :79/1)

نبی کریم ﷺ نماز فجر غلس (رات کے آخری حصے کے اندھیرے) میں ادا کرتے تھے، دلائل ملاحظہ ہوں؛

① سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَقْتُ صَلَاةِ الصُّبْحِ مِنْ طُلُوعِ الْفَجْرِ مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ .

''صبح کی نماز کا وقت طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک ہے۔''

(صحيح مسلم : 612)

اس حدیث مبارکہ میں نماز فجر کے ابتدائی اور انتہائی وقت کو بیان کیا گیا ہے۔

② سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كُنَّ نِسَاءُ الْمُؤْمِنَاتِ يَشْهَدْنَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلاَةَ الْفَجْرِ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ، ثُمَّ يَنْقَلِبْنَ إِلٰى بُيُوتِهِنَّ حِينَ يَقْضِينَ الصَّلَاةَ، لَا يَعْرِفُهُنَّ أَحَدٌ مِنَ الْغَلَسِ .

''مؤمن عورتیں اللہ کے نبی ﷺ کے ساتھ فجر کی نماز میں حاضر ہوتی تھیں، وہ چادروں میں لپٹی ہوتی تھیں، پھر وہ نماز ادا کر کے اپنے گھروں کو لوٹتیں تو اندھیرے کی وجہ سے انہیں کوئی پہچان نہیں سکتا تھا۔''

(صحيح البخاري : 578، صحيح مسلم : 645)

③ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ، وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ، وَالْمَغْرِبَ إِذَا وَجَبَتْ، وَالعِشَاءَ إِذَا كَثُرَ النَّاسُ عَجَّلَ، وَإِذَا قَلُّوا أَخَّرَ، وَالصُّبْحَ بِغَلَسٍ .

''نبی کریم ﷺ نماز ظہر دوپہر کے وقت ادا فرماتے، عصر سورج کے سرخ ہونے کے وقت (نہ کہ زرد ہونے کے وقت)، مغرب غروب آفتاب کے وقت ادا فرماتے اور نماز عشاء جب لوگ زیادہ ہوتے، تو جلد ادا فرماتے اور جب لوگ کم ہوتے، تو لیٹ کر دیتے اور نماز فجر اندھیرے میں ادا فرماتے تھے۔''

(صحيح البخاري : 565، صحيح مسلم : 646)

④ سیدنا ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الصُّبْحَ وَأَحَدُنَا يَعْرِفُ

جَلِيسَهُ، وَيَقْرَأُ فِيهَا مَا بَيْنَ السِّتِّينَ إِلَى الْمِائَةِ .

''نبی کریم ﷺ نماز فجر ادا فرماتے، تو ہم میں سے ہر کوئی (صرف) اپنے ساتھ بیٹھے شخص کو پہچان لیتا تھا۔ آپ ﷺ ساٹھ سے سو تک آیات کی تلاوت فرماتے تھے۔''

(صحيح البخاري :541، صحيح مسلم : 647)

⑤ سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَقَامَ الْفَجْرَ حِينَ انْشَقَّ الْفَجْرُ، وَالنَّاسُ لَا يَكَادُ يَعْرِفُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا .

''نبی کریم ﷺ فجر کی نماز اس وقت کھڑی کرتے، جب فجر (صادق) پھوٹتی اور لوگ ایک دوسرے کو پہچان نہیں پاتے تھے۔''

(صحيح مسلم : 614)

⑥ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزَا خَيْبَرَ، قَالَ : فَصَلَّيْنَا عِنْدَهَا صَلَاةَ الْغَدَاةِ بِغَلَسٍ .

''ہم نے غزوہ خیبر میں خیبر کے قریب صبح کی نماز اندھیرے میں ادا کی۔''

(صحيح مسلم : 1365)

⑦ سیدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ثُمَّ كَانَتْ صَلَاتُهُ بَعْدَ ذٰلِكَ التَّغْلِيسَ حَتّٰى مَاتَ، وَلَمْ يَعُدْ إِلٰى أَنْ يُّسْفِرَ .

''اس کے بعد وفات تک رسول اللہ ﷺ کی نماز (فجر) اندھیرے میں ہی رہی اور آپ ﷺ نے دوبارہ فجر روشنی میں ادا نہیں کی۔''

(سنن أبي داود : 394، سنن الدّارقطني : 975، السّنن الكبرىٰ للبيهقي :363/1، التّمهيد لابن عبد البرّ : 18/8، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ (۳۹۲)، امام ابن حبان (۱۴۹۴) اور امام حاکم رحمہم اللہ (۱/۱۹۲) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

❀ حافظ خطابی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(مَعالم السّنن :295/1)

❀ حافظ ابن سید الناس رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔

(شرح التّرمذي : 360/3)

اس کا راوی اسامہ بن زید لیثی جمہور محدثین کے نزدیک حسن الحدیث ہے۔

اس کی امام یحییٰ بن معین (الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم : ۲/۲۸۴)، امام عجلی (الثقات:۵۹) اور امام ابن حبان رحمہم اللہ (الثقات:۶/۷۴) نے توثیق کی ہے۔

❀ امام عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حسن الحدیث ہے۔

(الكامل لابن عدي :394/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ حَسَنُ الْحَدِيثِ، وَأَرْجُو أَنَّهٗ لَا بَأْسَ بِهٖ .

''یہ حسن الحدیث ہے، امید ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔''

(الكامل في ضُعفاء الرّجال :395/1)

❀ امام علی بن مدینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ذَاكَ كَانَ عِنْدَنَا ثِقَةً . ''یہ ہمارے نزدیک ثقہ ہے۔''

(سؤالات ابن أبي شيبة : 98)

❁ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ مِمَّنْ يُحْتَمَلُ .

''یہ ان راویوں میں سے ہے، جن کی حدیث قبول کی جائے گی۔''

(الكامل لابن عدي :393/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام یعقوب بن سفیان فسوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَهْلِ بَلَدِهِ الْمَدِينَةِ ثِقَةٌ مَأْمُونٌ .

''اُسامہ بن زید اہل مدینہ سے روایت میں ثقہ اور مامون ہے۔''

(المَعرِفة والتّاريخ : 43/3، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 239/5)

❁ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، يَرْوِي عَنْهُ ابْنُ وَهْبٍ بِنُسْخَةٍ صَالِحَةٍ .

''اُسامہ بن زید سے ابن وہب ایک اچھی کتاب روایت کرتے ہیں۔''

(الكامل لابن عدي :395/1)

مذکورہ بالا روایت بھی عبداللہ بن وہب رحمہ اللہ سے ہے۔

امام ابن خزیمہ (۳۹۲)، امام ابن جارود (۱۰۰۰)، امام ابوعوانہ (المستخرج: ۲۲۲۰)، امام حاکم (۱/۱۹۲)، حافظ ضیا مقدسی (المختارہ: ۹۱۲) حافظ خطابی (معالم السنن: ۱/ ۲۹۵) حافظ ابن سید الناس (شرح ترمذی: ۳/۳۶۰) وغیرہم رحمہم اللہ نے اس کی حدیث کو صحیح یا حسن کہہ کر اس کی توثیق کر دی ہے۔

❁ حافظ بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

صَدُوقٌ يَهِمُ .(السّنن الكبرى :53/1)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ يَرْتَقِي حَدِيثُهٗ إِلٰى رُتْبَةِ الْحَسَنِ .

''اس کی حدیث درجۂ حسن تک پہنچ جاتی ہے۔''

(سِيَر أعلام النّبلاء : 344/6)

❁ نیز فرماتے ہیں:

صَدُوقٌ، قَوِيُّ الْحَدِيثِ، أَكْثَرَ مُسْلِمٌ إِخْرَاجَ حَدِيثِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْهُ، وَلٰكِنْ أَكْثَرُهَا شَوَاهِدُ وَمُتَابَعَاتٌ، وَالظَّاهِرُ أَنَّهٗ ثِقَةٌ .

''یہ صدوق ہے۔ اس کی حدیث قوی ہوتی ہے۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے ان سے ابن وہب کی بہت احادیث بیان کی ہیں، لیکن ان میں بیشتر روایات شواہد اور متابعات میں لی ہیں، درست بات یہ ہے کہ یہ ثقہ راوی ہے۔''

(من تُكُلِّمَ فيه وهو موثّق :41)

❁ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ نے ثقہ کہا ہے۔

(مجمع الزّوائد : 132/10)

❁ حافظ منذری رحمہ اللہ اس کی ایک حدیث کے بارے میں کہتے ہیں:

رُوَاتُهٗ مُحْتَجٌّ بِهِمْ فِي الصَّحِيحِ .

''اس حدیث کے راویوں سے صحیح (مسلم) میں حجت لی گئی ہے۔''

(التّرغيب والتّرهيب : 224/2)

جمہور کے خلاف امام احمد، امام یحییٰ بن سعید قطان، امام ابوحاتم اور امام نسائی رحمہم اللہ کا کلام قبول نہیں۔

❁ ابن مفلح مقدسی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

قَدْ ضَعَّفَهُ الْأَكْثَرُ. ''اکثر محدثین نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

(الآداب الشّرعية: 320/2)

یہ قول مرجوح ہے، کیونکہ جمہور تو کجا، اسے کسی ایک بھی ثقہ امام نے واضح طور پر ''ضعیف'' نہیں کہا۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ وہ تمام احادیث، جن میں نماز فجر روشنی میں ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے، وہ سب منسوخ ہیں، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات تک اندھیرے میں نماز ادا کی ہے، جیسا کہ مذکورہ حدیث کے الفاظ ہیں۔

(الاعتبار في النّاسخ والمنسوخ للحازمي: 159)

اس مؤقف کی تائید صحابہ کرام اور تابعین عظام کے آثار سے بھی ہوتی ہے، ملاحظہ ہو:

① مغیث بن سُمَی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

صَلَّيْتُ مَعَ ابْنِ الزُّبَيْرِ الصُّبْحَ بِغَلَسٍ فَالْتَفَتَ إِلَيَّ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَقُلْتُ: مَا هٰذَا؟ فَقَالَ: هٰذِهِ صَلَاتُنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ، وَمَعَ عُمَرَ فَلَمَّا قُتِلَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَسْفَرَ بِهَا عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

''میں نے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھ اندھیرے میں نماز فجر ادا کی، پھر میں نے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی طرف دیکھا، عرض کیا: یہ کیا ہے؟

فرمایا: رسول اللہ ﷺ اور سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ہماری نماز اسی وقت ہوتی تھی، جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے، تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے (اس دن) نماز فجر روشنی میں پڑھائی۔''

(سنن ابن ماجه :671، السّنن الكبرىٰ للبيهقي :456/1، شرح معاني الآثار للطّحاوي :176/1، واللّفظ لهٗ، وسندهٗ صحيحٌ)

② عمرو بن دینار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّهٗ صَلَّى مَعَ ابْنِ الزُّبَيْرِ، فَكَانَ يُغَلِّسُ بِالْفَجْرِ، فَيَنْصَرِفُ، وَلَا يَعْرِفُ بَعْضُنَا بَعْضًا.

''انہوں نے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھ نماز ادا کی، آپ رضی اللہ عنہ فجر کی نماز اندھیرے میں ادا کرتے، پھر آپ لوٹتے، تو ہم ایک دوسرے کو پہچان نہیں پاتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :320/1، وسندهٗ صحيحٌ)

③ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

صَلِّ الصُّبْحَ بِغَبَشٍ يَعْنِي بِغَلَسٍ.

''صبح کی نماز اندھیرے میں ادا کیجئے۔''

(مؤطأ الإمام مالك :8/1، وسندهٗ صحيحٌ)

④ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے:

يُصَلِّي مَا كَانَ فِي غَلَسٍ، فَإِذَا أَسْفَرَ، طَافَ طَوَافًا وَاحِدًا، ثُمَّ يَجْلِسُ حَتّٰى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ.

''آپ رضی اللہ عنہ جب اندھیرا ہوتا، تو صبح کی نماز پڑھتے، جب روشنی ہو جاتی، تو بیت اللہ کا ایک طواف کرتے، پھر بیٹھ جاتے، تا آنکہ سورج بلند طلوع ہو جاتا، پھر نماز پڑھتے۔''

(شرح معاني الآثار للطّحاوي :1/188، وسندهٗ حسنٌ، تغليق التعليق لابن حجر : 3/77، وسندهٗ صحيحٌ)

⑤ حبیب بن شہاب اپنے والد سے بیان کرتے ہیں:

إِنَّ أَبَا مُوسٰى صَلَّى الْفَجْرَ بِسَوَادٍ .

''سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے نماز فجر اندھیرے میں ادا کی۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :1/320، وسندهٗ صحيحٌ)

⑥ عمرو بن میمون اودی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

إِنْ كُنْتُ لَأُصَلِّي خَلْفَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ الْفَجْرَ، وَلَوْ أَنَّ ابْنِي مِنِّي ثَلَاثَةَ أَذْرُعٍ مَا عَرَفْتُهٗ حَتّٰى يَتَكَلَّمَ .

''میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں فجر کی نماز ادا کرتا تھا، اگر میرا بیٹا مجھ سے تین ہاتھ فاصلہ پر ہوتا، تو میں اسے پہچان نہ پاتا، حتی کہ وہ کلام کرتا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :1/320، وسندهٗ صحيحٌ)

⑦ سکن بن مغیرہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

قُرِئَ عَلَيْنَا كِتَابُ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ : صَلُّوا الْفَجْرَ بِغَلَسٍ .

''ہمارے سامنے امام عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا خط پڑھا گیا، جس میں لکھا تھا: ''فجر کی نماز اندھیرے میں ادا کرو۔''

(كتاب الصّلاة للفضل بن دُكَين : 289، وسندهٗ حسنٌ)

❁ منصور بن حیان رحمہ اللہ کہتے ہیں:

كَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ إِلٰى عَبْدِ الْحَمِيدِ أَنْ غَلِّسْ بِالْفَجْرِ .

''امام عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے عبدالحمید کی طرف خط لکھا کہ آپ فجر کی نماز اندھیرے میں ادا کیا کریں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :320/1، وسندهٗ صحيحٌ)

⑧ جبیر بن نفیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

صَلَّى بِنَا مُعَاوِيَةُ الصُّبْحَ بِغَلَسٍ فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ : أَسْفِرُوا بِهٰذِهِ الصَّلَاةِ فَإِنَّهٗ أَفْقَهُ لَكُمْ، إِنَّمَا تُرِيدُونَ أَنْ تَخَلُّوا بِحَوَائِجِكُمْ .

''سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے ہمیں فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھائی، تو سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا: اس نماز کو فجر واضح ہو جانے کے بعد ادا کرو، یہ زیادہ سمجھداری والی بات ہے، تم چاہتے ہو کہ اپنے کام کاج کے لیے فارغ ہو جاؤ۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :321/1، شرح معاني الآثار للطّحاوي :183/1، وسندهٗ حسنٌ)

⑨ امیر مدینہ طارق بن عمرو اموی رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

كَانَ طَارِقٌ يُغَلِّسُ بِالصُّبْحِ .

''طارق رحمہ اللہ فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھتے تھے۔''

(مؤطأ الإمام مالك :229/1، وسندهٗ صحيحٌ)

⑩ پہلی حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کو ذکر کرنے کے بعد امام ترمذی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

هُوَ الَّذِي اخْتَارَهٗ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ أَهْلِ العِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِينَ، وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ، يَسْتَحِبُّونَ التَّغْلِيسَ بِصَلَاةِ الفَجْرِ.

''اسی بات (نماز فجر کو اندھیرے میں ادا کرنے کو) بہت سے اہل علم صحابہ کرام نے اختیار کیا ہے۔ ان میں سیدنا ابو بکر، سیدنا عمر رضی اللہ عنہما بھی شامل ہیں۔ اسی طرح ان کے بعد تابعین بھی اسی کو پسند کرتے تھے۔ امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ بھی اسی کے قائل تھے۔ وہ نماز فجر کو اندھیرے میں ادا کرنا مستحب سمجھتے تھے۔''

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : 153)

نماز فجر روشنی میں ادا کرنے کے دلائل:

جو نماز فجر کو روشنی میں ادا کرنا افضل سمجھتے ہیں، ان کے دلائل بمع تبصرہ ملاحظہ ہوں؛

① سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى صَلَاةً بِغَيْرِ مِيقَاتِهَا، إِلَّا صَلَاتَيْنِ؛ جَمَعَ بَيْنَ المَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ، وَصَلَّى الْفَجْرَ قَبْلَ مِيقَاتِهَا.

''میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی نماز اس کے وقت کے بغیر پڑھتے نہیں دیکھا، سوائے دو نمازوں کے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب اور عشاء کو جمع فرمایا اور فجر کو اس کے وقت سے پہلے ادا فرمایا۔''

(صحيح البخاري : 1682، صحيح مسلم : 1289)

❁ صحیح مسلم میں یہ الفاظ بھی ہیں:

قَبْلَ مِيقَاتِهَا بِغَلَسٍ .

''اس (فجر) کے وقت سے پہلے اندھیرے میں ادا فرمایا۔''

تبصرہ:

❁ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ اس حدیث کا مفہوم یوں بیان کرتے ہیں:

فِي هٰذَا مَا دَلَّ عَلٰى أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ أَرَادَ بِقَوْلِهٖ : وَصَلَّى الْفَجْرَ قَبْلَ وَقْتِهَا بِغَلَسٍ أَيْ قَبْلَ وَقْتِهَا الَّذِي كَانَ يُصَلِّيهَا بِغَيْرِ الْمُزْدَلِفَةِ أَيْ أَنَّهٗ غَلَّسَ بِالْفَجْرِ أَشَدَّ تَغْلِيسًا مِمَّا كَانَ يُغَلِّسُ بِهَا فِي غَيْرِ ذٰلِكَ الْمَوْضِعِ .

''اس حدیث کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی مراد یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز اس وقت سے پہلے اندھیرے میں پڑھی، جس وقت میں مزدلفہ کے علاوہ نماز ادا کرتے تھے، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز اس اندھیرے سے سخت اندھیرے میں ادا کی، جس اندھیرے میں اس جگہ کے علاوہ نماز فجر ادا کرتے تھے۔''

(صحيح ابن خزيمة، تحت الحديث : 2855)

اس مفہوم پر تقریبا تمام محدثین کرام اور فقہائے عظام کا اتفاق ہے، لہٰذا یہ حدیث عام اوقات میں نماز فجر اندھیرے مین پڑھنے پر زبردست دلیل ہے۔ واللہ الحمد

۲ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

لَمَّا طَلَعَ الْفَجْرُ، قَالَ : إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يُصَلِّي هٰذِهِ السَّاعَةَ إِلَّا هٰذِهِ الصَّلَاةَ، فِي هٰذَا الْمَكَانِ مِنْ هٰذَا الْيَوْمِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ : هُمَا صَلَاتَانِ تُحَوَّلَانِ عَنْ وَقْتِهِمَا؛ صَلَاةُ الْمَغْرِبِ بَعْدَ مَا يَأْتِي النَّاسُ الْمُزْدَلِفَةَ، وَالْفَجْرُ حِينَ يَبْزُغُ الْفَجْرُ، قَالَ : رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ .

''جب فجر طلوع ہوئی، تو آپ رضی اللہ عنہ نے کہا: بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نماز کو اس وقت میں صرف اسی جگہ (مزدلفہ) میں ادا کیا، صرف یہ دو نمازیں اپنے وقت سے ہٹائی جاتی ہیں۔ مغرب لوگوں کے مزدلفہ آنے کے بعد (نماز عشاء کے ساتھ) ادا کی جاتی ہے اور فجر اس وقت ادا کی جاتی ہے، جب فجر طلوع ہو جائے۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔''

(صحيح البخاري : 1675)

❁ ایک روایت کے الفاظ ہیں:

ثُمَّ صَلَّى الْفَجْرَ حِينَ طَلَعَ الْفَجْرُ، قَائِلٌ يَقُولُ : طَلَعَ الْفَجْرُ، وَقَائِلٌ يَقُولُ : لَمْ يَطْلُعِ الْفَجْرُ .

''پھر فجر طلوع ہوئی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز ادا کی۔ کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا کہ فجر طلوع ہو گئی ہے اور کوئی کہہ رہا تھا کہ فجر ابھی طلوع نہیں ہوئی۔''

(صحيح البخاري : 1683)

تبصرہ:

✿ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

إِنَّمَا أَرَادَ أَنَّهَا وَقَعَتْ قَبْلَ الْوَقْتِ الْمُعْتَادِ فِعْلُهَا فِيهِ فِي الْحَضَرِ وَلَا حُجَّةَ فِيهِ لِمَنْ مَنَعَ التَّغْلِيسَ بِصَلَاةِ الصُّبْحِ لِأَنَّهُ ثَبَتَ عَنْ عَائِشَةَ وَغَيْرِهَا كَمَا تَقَدَّمَ فِي الْمَوَاقِيتِ التَّغْلِيسُ بِهَا بَلِ الْمُرَادُ هُنَا أَنَّهُ كَانَ إِذَا أَتَاهُ الْمُؤَذِّنُ بِطُلُوعِ الْفَجْرِ صَلَّى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فِي بَيْتِهِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ مَعَ ذٰلِكَ بِغَلَسٍ وَأَمَّا بِمُزْدَلِفَةَ فَكَانَ النَّاسُ مُجْتَمِعِينَ وَالْفَجْرُ نُصْبَ أَعْيُنِهِمْ فَبَادَرَ بِالصَّلَاةِ أَوَّلَ مَا بَزَغَ حَتّٰى أَنَّ بَعْضَهُمْ كَانَ لَمْ يَتَبَيَّنْ لَهُ طُلُوعُهُ.

''سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی مراد یہ ہے کہ (مزدلفہ میں) نماز فجر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عام وقت سے پہلے ادا کی، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر کے علاوہ نماز ادا فرماتے تھے۔ اس حدیث میں اس شخص کے لیے کوئی دلیل نہیں، جو فجر کو اندھیرے میں پڑھنے سے منع کرتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فجر کو اندھیرے میں ادا کرنا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور دیگر صحابہ کرام سے ثابت ہے، جیسا کہ اوقاتِ نماز میں اس کا ذکر ہو چکا ہے۔ یہاں مراد یہ ہے کہ (مدینہ میں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مؤذن طلوع فجر کی اطلاع دینے کے لیے آتا، تو آپ دو رکعت (سنت) اپنے گھر میں ادا کرتے، پھر نکلتے اور اندھیرے میں ہی نماز

پڑھاتے، لیکن مزدلفہ میں لوگ جمع تھے اور فجر ان کی آنکھوں کے سامنے تھی، تو آپ ﷺ نے فجر طلوع ہوتے ہی جلدی سے فجر کی نماز پڑھا دی، یہاں تک کہ بعض لوگوں کو یہ بھی اچھی طرح معلوم نہ ہو سکا کہ فجر طلوع ہو گئی ہے۔''

(فتح الباري : 525/3)

مطلب یہ ہے کہ عام حالات میں نبی کریم ﷺ نماز فجر اندھیرے میں ہی ادا کرتے تھے، مزدلفہ میں نماز فجر اس سے بھی پہلے طلوع فجر کے فوراً بعد ادا کر لی، اس مفہوم پر تمام محدثین کا اتفاق ہے، لہٰذا یہ حدیث نماز فجر غلس (اندھیرے) میں پڑھنے پر دلیل ہے۔

③ سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَسْفِرُوا بِصَلَاةِ الصُّبْحِ فَإِنَّهُ أَعْظَمُ لِلْأَجْرِ .

''فجر کی نماز کے لیے خوب روشنی کریں، اس میں زیادہ اجر و ثواب ہے۔''

(مسند أبي داود الطّيالسي : 1001، سنن أبي داود : 424، سنن النّسائي : 549، سنن التّرمذي : 154، سنن ابن ماجه : 672، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ سنن نسائی (۵۴۹) کے الفاظ ہیں:

مَا أَسْفَرْتُمْ بِالْفَجْرِ فَإِنَّهُ أَعْظَمُ بِالْأَجْرِ .

''آپ فجر کو جتنا روشن کریں گے، اتنا زیادہ اجر و ثواب ہوگا۔''

تبصرہ:

① امام ترمذی رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

قَالَ الشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ : مَعْنَى الْإِسْفَارِ أَنْ يَضِحَ الْفَجْرُ فَلَا يُشَكَّ فِيهِ وَلَمْ يَرَوْا أَنَّ مَعْنَى الْإِسْفَارِ تَأْخِيرُ الصَّلَاةِ .

''امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق بن راہویہ ﷭ فرماتے ہیں: اسفار کا معنی یہ ہے کہ فجر اتنی واضح ہو جائے کہ اس میں شک باقی نہ رہے، ان کے نزدیک اسفار کا معنی نماز کو تاخیر سے ادا کرنا نہیں ہے۔''

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : 154)

❁ صحیح ابن حبان (۱۴۸۹) کے الفاظ ہیں:

إِنَّكُمْ كُلَّمَا أَصْبَحْتُمْ بِالصُّبْحِ كَانَ أَعْظَمَ لِأُجُورِكُمْ أَوْ لِأَجْرِهَا .

''آپ نماز فجر کو جتنا صبح میں پڑھیں گے، اتنا زیادہ اجر کا باعث ہے۔''

معلوم ہوا کہ یہاں مراد صبح کے طلوع ہونے کا یقین کرنا ہے، نہ کہ نماز فجر کو لیٹ کرنا۔

❁ امام ابن حبان ﷫ (۳۵۴ھ) یہ حدیث ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

''نبی کریم ﷺ نے نماز فجر کو روشن کرنے کا حکم دیا ہے، کیونکہ اس حکم کی علت اسی کے اندر چھپی ہوئی ہے، وہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھتے تھے اور چاندنی راتوں کی صبح جب آدمی اندھیرے میں نماز پڑھنے کا ارادہ کرے، تو بسا اوقات اس کی نماز طلوع فجر سے پہلے ہی پڑھی جا سکتی ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے اتنی دیر روشن کرنے کا حکم دیا، جتنی دیر طلوع فجر کا یقین نہ ہو جائے اور فرمایا: آپ جتنی صبح کریں گے، (اتنا ہی زیادہ اجر ہوگا)، آپ ﷺ کی مراد یہ ہے کہ آپ صبح کے طلوع ہونے کا یقین کریں گے، تو یہ کام شک میں نماز ادا کرنے سے اجر میں بڑھ کر ہوگا۔''

(صحيح ابن حبان : 356/4)

② یہ روایت منسوخ ہے، اس کی ناسخ حدیث سیدنا ابو مسعود انصاری ﷜ کی

روایت ہے، جس میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی وفات تک نماز فجر اندھیرے میں پڑھنا بیان کیا ہے، جیسا کہ گزر چکا ہے۔

تنبیہ:

❁ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ سے ان الفاظ میں بھی مروی ہے:

نَوِّرْ بِالْفَجْرِ قَدْرَ مَا يُبْصِرُ الْقَوْمُ مَوَاقِعَ نَبْلِهِمْ.

''صبح کو خوب روشن کیجئے، یہاں تک کہ لوگ اپنے تیروں کے گرنے کی جگہ کو دیکھ لیں۔''

(العِلَل لابن أبي حاتم : 319/2، مسند الطّيالسي : 1003، مسند بن أبي شيبة : 83)

① اس کی سند ضعیف ہے۔ اس میں ابراہیم بن اسماعیل بن مجمع ضعیف ہے۔

(تقريب التّهذيب لابن حجر : 148)

معجم الکبیر طبرانی (۴/ ۲۷۷) میں ابراہیم بن اسماعیل کی متابعت ابو اسماعیل المودب (حسن الحدیث) نے کی ہے، لیکن یہ سند منقطع ہے، ہریر بن عبد الرحمٰن نے اپنے دادا سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں کیا۔ امام ابن حبان رحمہ اللہ (الثقات: ۲/ ۳۰۰) نے اسے تبع تابعین میں شمار کیا ہے۔ لہٰذا یہ متابعت مفید نہیں۔

معجم الکبیر طبرانی (۴/ ۲۷۸، ح: ۴۴۱۵) والی سند بھی ضعیف ہے۔ فضیل بن محمد ملطی کی متقدمین میں کوئی توثیق نہیں ملی۔

② یہ روایت منسوخ ہے۔ اس کی ناسخ سیدنا ابو مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے۔

④ بیان رحمہ اللہ کا بیان ہے:

قُلْتُ لِأَنَسٍ : حَدِّثْنِي بِوَقْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فِي الصَّلَاةِ، قَالَ : كَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ عِنْدَ دُلُوكِ الشَّمْسِ، وَيُصَلِّي الْعَصْرَ بَيْنَ صَلَاتَيْكُمُ الْأُولَى وَالْعَصْرِ، وَكَانَ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ عِنْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ، وَيُصَلِّي الْعِشَاءَ عِنْدَ غُرُوبِ الشَّفَقِ، وَيُصَلِّي الْغَدَاةَ عِنْدَ الْفَجْرِ حِينَ يُفْتَتَحُ الْبَصَرُ، كُلُّ مَا بَيْنَ ذٰلِكَ وَقْتٌ، أَوْ قَالَ : صَلَاةٌ.

''میں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوقاتِ نماز بتایئے۔ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز سورج کے ڈھلنے کے وقت ادا کرتے، عصر کی نماز تمہاری ظہر اور عصر کے وقت کے درمیان ادا کرتے، مغرب کی نماز غروب آفتاب کے وقت، نماز عشاء غروب شفق کے وقت اور صبح کی نماز طلوع فجر کے وقت ادا کرتے، جب آنکھ کھلنے لگتی (کچھ روشنی ہو جاتی)۔ ان اوقات کے درمیان نماز کا وقت یا نماز ہے۔''

(مسند أبي يعلى : 4004، وسندهٗ حسنٌ)

تبصرہ:

اس حدیث میں نماز فجر کو لیٹ کرنے کی کوئی دلیل نہیں، کیونکہ حدیث کے الفاظ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر طلوع فجر کے وقت ہی ادا فرماتے تھے، بس اتنا ہے کہ تھوڑا سا انتظار کرتے کہ آنکھ اپنے قریب کھڑے شخص کو پہچاننے لگتی، جیسا کہ دیگر احادیث میں ہے۔

⑤ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن کی طرف بھیجا اور فرمایا:

يَا مُعَاذُ إِذَا كَانَ الشِّتَاءُ فَغَلِّسْ بِالْفَجْرِ ...... فَإِذَا كَانَ الصَّيْفُ فَأَسْفِرْ بِالْفَجْرِ .

''معاذ! جب موسم سرما ہو، تو فجر کو اندھیرے میں پڑھنا...... جب موسم گرما ہو، تو فجر کو روشنی میں پڑھنا۔''

(حلية الأولياء لأبي نُعيم : 249/8)

تبصرہ:

من گھڑت روایت ہے۔ منہاج بن جراح بالاتفاق متروک وضعیف ہے۔

⑥ عبدالرحمٰن بن یزید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا نُصَلِّي مَعَ ابْنِ مَسْعُودٍ، فَكَانَ يُسْفِرُ بِصَلَاةِ الصُّبْحِ .

''ہم سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے، آپ رضی اللہ عنہ صبح کی نماز روشنی میں ادا کرتے۔''

(شرح معاني الآثار للطّحاوي :182/1، مصنّف عبد الرّزّاق :568/1، ح : 2160، مصنّف ابن أبي شيبة :321/1، المُعجم الكبير للطّبراني : 258/9)

تبصرہ:

① اس کی سند ابواسحاق سبیعی کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

② روشنی سے مراد فجر کا واضح ہونا ہے، نہ کہ تاخیر کرنا۔

⑦ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْفَجْرَ حِينَ يُغْشِي

النُّورُ السَّمَاءَ .

''نبی ﷺ فجر کی نماز اس وقت ادا فرماتے، جب روشنی آسمان کو ڈھانپ لیتی۔''

(مسند عبد بن حمید : 1231)

تبصرہ:

سند ضعیف ہے۔ مسلم بن کیسان ملائی باالاتفاق ضعیف ومتروک اور مختلط ہے۔

⑧ یزید بن عبدالرحمٰن اودی کہتے ہیں:

كُنْتُ أُصَلِّي وَرَاءَ عَلِيٍّ الْغَدَاةَ، ثُمَّ الْتَفَتُّ، فَيُخَيَّلُ إِلَيَّ أَنَّهٗ تَطْلُعُ الشَّمْسُ .

''میں سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز فجر ادا کرتا تھا، پھر پلٹ کر دیکھتا، تو یوں گمان ہوتا کہ سورج طلوع ہو رہا ہے۔''

(كتاب الصّلاة لأبي نُعَيم : 277، وسندهٗ صحيحٌ)

تبصرہ:

اس کا مطلب یہ ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نماز فجر میں قرأت اتنی لمبی کرتے کہ سلام پھیرتے وقت خوب روشنی ہو جاتی تھی۔ اس سے نماز فجر کو لیٹ کر کے ادا کرنا مراد نہیں، کیونکہ راوی نے نماز کے اختتام کا بیان کیا ہے، نہ کہ آغاز کا۔

⑨ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کا بیان ہے:

مَا أَجْمَعَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ عَلٰی شَيْءٍ مَا أَجْمَعَ عَلٰی تَنْوِيرِ بِالْفَجْرِ .

''اصحاب محمد ﷺ نے کسی مسئلہ پر اتنا اتفاق نہیں کیا، جتنا فجر کو روشن کرنے پر کیا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :322/1، شرح معاني الآثار للطّحاوي :193/1)

تبصرہ:

سند ضعیف ہے۔سفیان ثوری اور حماد بن ابی سلیمان دونوں مدلس ہیں، انہوں نے سماع کی تصریح نہیں کی۔

شرح معانی الآثار للطحاوی (۱۹۳/۱) کی سند اعمش کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔